رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی

شیخ یعقوب علی تراب (احمدی) ایڈیٹر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

# الحکم

سنہ ۱۳۱۹ ھجری

چہ گویم با تو گر آئی چہار رفقادیان بینی ۔ دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۸ قادیان دار الامان - ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۰۱ عیسوی جلد ۵

## کلماتِ طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۷ جلد ۵

غرض اس سلسلہ کو قایم ہوئے پچیس سے زیادہ سال گذر گئے یہ بہت بڑا حصہ زندگی کا ہے اس عرصہ میں ایک بچہ پیدا ہو کر بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے عین وقت پر ہماری دستگیری کی اور مخلوق پر رحم فرمایا چونکہ خود اس نے ایک غیر معمولی ہمت اور استقلال ہم کو دیا ہے جو اپنے ماموروں کو ہمیشہ دیا کرتا ہے اسی لئے اسی قوت اور طاقت کی وجہ سے ہم نہیں تھکتے اور یہ ساری مخالفتیں جو اس وقت کی جاتی ہیں ایک وقت آتا ہے کہ انکا نام و نشان مٹ جاوے گا اور ہم امیدوار ہیں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسوقت آسمان باتیں کر رہا ہے خدا چاہتا ہے کہ زمین کے رہنے والوں میں ایک پاک تبدیلی ہو جسطرح سے ہر ایک بادشاہ طبعًا چاہتا ہے کہ اسکا جلال ظاہر ہو اسی طرح منشاء الٰہی اسوقت یونہی ہو رہا ہے کہ اُسکی عظمت و جبروت کا اہل دنیا کو علم ہو اور وہ خدا جو پوشیدہ ہو رہا ہے دنیا پر اپنا ظہور دکھاوے۔ اس لئے اس نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے تاکہ دنیا کا جذام جاتا رہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے آکر کیا بنایا۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے دنیا کو خود معلوم ہو جاوے گا کہ کیا بنایا ہاں اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ لوگ آکر ہمارے پاس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں انمیں انکسار فروتنی پیدا ہوتی ہے اور رزایل دور ہو کر اخلاق فاضلہ آنے لگتے ہیں اور سبزہ کی طرح آہستہ آہستہ بڑھتے ہیں اور اپنے اخلاق اور عادات میں ترقی کرنے لگتے ہیں۔ انسان ایک دم میں ہی ترقی نہیں کر لیتا۔ بلکہ دنیا میں قانون قدرت یہی ہے کہ ہر شے تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے اس سلسلہ سے باہر کوئی شے ہو نہیں سکتی۔ ہاں ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ آخر سچائی پھیلے گی اور پاک تبدیلی ہو گی۔ یہ میرا کام نہیں ہے بلکہ خدا کا کام ہے اس نے ارادہ کیا ہے کہ پاکیزگی پھیلے۔ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی ہے اور اسے ایک کیڑا لگا ہوا ہے۔ پوست ہی پوست باقی ہے مغز نہیں رہا۔ مگر خدا نے چاہا ہے کہ انسان پاک ہو جاوے اور اس پر کوئی داغ نہ ہے اسی واسطے اس نے محض اپنے فضل سے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔

سوال۔ آپ کی کتابوں کے موافق آپکا لقب مسیح موعود ہے اس کے ٹھیک معنے کیا ہوتے ہیں؟

جواب۔ اس راز کو سمجھنے کیواسطے یہ جاننا ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ نے جس نے نبوتوں کی بنیاد ڈالی ہے نبوت کا ایک سلسلہ پہلے قایم کیا تھا اس سلسلے کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی سے ڈالی تھی ان سے پیشتر جو نبی دنیا میں گذرے تھے انکے آثار رہ رہے تھے حضرت موسیٰ ہی تھے جنکی کتاب میں نوح کا آدم کا اور بعض دیگر انبیاء علیہ السلام کا ذکر کیا گیا۔

ورثہ جیسے کسی خاندان کا مورث اعلیٰ ہوتا ہے اسی طرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خاندانِ نبوت کا مورث اعلیٰ ٹھہرایا اور توریت کے ذریعہ انکو اپنی شریعت دی موسیٰ مرد خدا کے انتقال کے بعد اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی خدمت کے لئے ہر [illegible] میں زوال نہ ہو اور نبی بھیجتا رہا- جو اس سلسلہ موسویہ کے خادم ہوتے تھے- چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جس کو آپ لوگ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ موسویہ کا موید بناکر بھیجا وہ اس سلسلہ موسویہ کی آخری اینٹ تھے جیسے آخری اینٹ مکان کو ختم کر دیتی ہے اسیطرح حضرت مسیح پر سلسلہ موسویہ کا خاتمہ ہوگیا اور اس سلسلہ کو خدانے پورا کیا اور ایک نئے سلسلے کی بنیاد رکھی جو اسمٰعیل کی نسل سے قایم ہوا اور سلسلہ محمدیہ کہلایا- جیساکہ خود اسمٰعیل کے لفظ سے ہی معلوم ہوتا ہے اور جیسا خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی معرفت خبر دے دی تھی کہ بنی اسماعیل میں ایک سلسلہ موسویہ سلسلہ کی طرح قائم کیا جاوے گا-

چونکہ بنی اسرائیل یعنی یہودیوں نے نہ اول کے ساتھ جو موسیٰ علیہ السلام تھے اچھا سلوک کیا اور نہ آخری کے ساتھ جو مسیح تھا اچھا سلوک اور ایسا ہی نہ درمیانی نبیوں سے اچھا سلوک کیا یہ قوم ایسی سنگدل اور بیباک تھی کہ صفحہ روزگار میں اس کی نظیر نہ ملے گی نبیوں کی تکذیب اور ایذا رسانی میں اس قوم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا- اور خدا [illegible] خدا کے برگزیدہ بندوں کی قدر [illegible] کی اسی لئے حضرت عیسیٰ پر [illegible] سلسلہ کو ختم کر دیا-

یہ ختم رضامندی کی وجہ سے نہیں تھا- بلکہ ناراضگی کی وجہ سے تھا خود حضرت مسیح کی پیدائش بطور نشان کے تھی یعنے وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے چونکہ نسل باپ سے جاری ہوتی ہے اسلئے حضرت عیسیٰ کو بن باپ پیدا کرکے خدا نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ تمہاری شامت اعمال کیوجہ سے اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے- دو باتوں کا خود تم لوگوں نے اعتراف کیا ہے اول یہ کہ خدا نے ان کو بدون باپ پیدا کیا جو یہ کہتا ہے کہ انکا باپ تھے وہ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کی جو انکی پیدائش میں رکھا ہوا تھا بے حرمتی کرتا ہے-

دوسری بات جسکا تم کو اعتراف ہے یہ ہے کہ وہ آخری اینٹ تھے اس کی مثال انجیل میں باغ والی تمثیل میں بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص نے باغ لگایا اس کے طیار ہونے پر نوکر کو بھیجا وغیرہ آخر تک اس سے صاف معلوم ہوتا ہے- کہ خدا تعالیٰ کی نظر مہر اور نظر رحم یہود پر نہ رہی تھی- پھر تیسری نشانی اس امر پر کہ سلسلہ موسویہ کا خاتمہ مسیح پر ہوگیا یہ ہے کہ انکا ملک بھی چھن گیا-

غرض مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا بطور ایک نشان کے تھا- اسی خاندان میں سے جو ایک ہی جز رکھتا تھا اور جس میں آجتک نبی آتے رہے تھے خدانے ایک اور شاخ پیدا کر دی اور ایک دوسری بنیاد بنی اسماعیل میں سے ڈالی- یہود کی حکومت کی تباہی کا ذکر بیچ اس لئے کیا ہے کہ نبوت اور حکومت خدا نے اس قوم میں رکھدی تھی لیکن مسیح کو جبکہ بن باپ پیدا کرکے یہ بتایا کہ تمہاری بد اعمالیاں اور شوخیاں نبیوں کی تکذیب اور خدا تعالیٰ کے ماموروں سے عداوت

اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ اب تم بجائے منعم علیہم ہونے کے مغضوب ہوگئے ہو اور نبوت کے خاندان کے انقطاع کیلئے یہ نشان انکو دیا گیا کہ بنی اسرائیل میں سے مسیح کا کوئی باپ نہ ہوا- یعنے اس کو بن باپ پیدا کرکے بتایا کہ آئندہ نبوت تم میں سے گئی-

اور یہ انتقال نبوت چونکہ خدا کے غضب کے سبب سے ہوا تھا اسلئے حکومت جو نبوت کے ساتھ دوسرا فضل اس قوم کو ملا ہوا تھا وہ بھی جاتا رہا- میرا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ایک وہ سلسلہ تھا جو سلسلہ موسویہ کہلاتا ہے اور جسکی آخری اینٹ مسیح ابن مریم تھے-

جنکی بن باپ پیدایش نے اس سلسلہ کے خاتمہ کی خبر دی- اور خدا نے بنی اسماعیل میں اپنے وعدہ کے موافق ایک اور عظیم الشان سلسلہ موسوی سلسلہ کے ہمرنگ پیدا کیا چنانچہ ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کے بانی ہوئے- اور اسی طرح پر مثیل موسیٰ قرار پائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جیسے ایک سلسلے کے بانی تھے اسی طرح ہمارے نبی کریم بھی ایک سلسلے کے بانی قرار پائے- اور اس طرح پر بھی کہ جیسے فرعون پر موسیٰ علیہ السلام کو فتح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آخر میں پوری کامیابی عطا ہوئی اور ابوجہل جو اس امت کا فرعون تھا ہلاک ہوا- اور بھی بہت سے وجوہ مماثلت کے ہیں جنکو ہم اس وقت بیان نہیں کرتے- کیونکہ اصل مطلب تو یہ بتانا ہے کہ یہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے کا مثیل ہے- پس جسطرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ حضرت

مسیح پر آکر ختم ہوا ایسا ہی ضرور تھا کہ خاتم الخلفاء **مسیح موعود** ہی ہوتا۔

اور جیسے حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے اسی طرح پر ضرور تھا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والے مسیح موعود کا زمانہ بھی چودھویں **صدی ہی** ہوتا تاکہ مشابہت پوری ہو۔ وہ وقت اور یہ وقت دونوں مل گئے۔

اور ایسا ہی خدا نے یہ بھی مقرر کر رکھا تھا کہ جیسے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بہت ہی بگڑ گئے تھے اور انکی اخلاقی ایمانی حالتیں مسخ ہو گئی تھیں۔ اور حقیقت باقی نہ رہی تھی ایسے وقت میں انجیل انکو حقیقت دکھانے کے لیئے آئی تھی اور پاک باطنی اور اخلاقی قانون سے باخبر کرنے آئی تھی جس سے وہ لوگ بالکل بے خبر ہو چکے تھے اسی طرح اس وقت زمانہ کا حال ہو رہا ہے۔ فسق و فجور کا ایک دریا بہ رہا ہے۔ یورپ کی نمایشی تہذیب نے اخلاق کے تمام اعلیٰ اصولوں پر پانی پھیر دیا ہے اور دہریت کو پھیلا دیا ہے۔ مذہب جس شے کا نام تھا اس کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔

یورپ کی قوموں کا ہی اگر یہ حال ہوتا تب بھی ضرور تھا کہ کوئی روحانی معلم آتا مگر مسلمانوں کی حالت بھی بگڑ گئی۔ انکی ایمانیات اخلاق و عادات میں ایک عظیم زلزلہ آیا ہے۔ وہ اسلام کے صرف نام سے آشنا ہیں اسکی حقیقت اور مغز سے بے خبر ہو رہے ہیں انکی عملی اور علمی قوتیں کمزور ہو گئی ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر قوموں نے انکے **مذہب اور ایمان** پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ جب ایسی

ایضا

حالت ہو گئی تو خدا نے اپنے وعدے کے موافق اور اس مشابہت اور مماثلت کے لحاظ سے جو سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ سے ہے اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے **مسیح موعود** کے نام سے بھیجا۔ قرآن کریم میں **خاتم الخلفاء** کی پیشگوئی تھی اور یہی ذکر تھا کہ ایک مسیح اس امت میں آئے گا اور انجیل میں **مسیح** نے کہا کہ آخری زمانہ میں **میں آؤنگا** وہ میں ہی ہوں اور اسکا راز خدا نے مجھ پر یہ کھولا ہے کہ جو لوگ یہاں سے چلے جاتے ہیں انکی خو خصلت اور اخلاق پر ایک اور شخص آتا ہے اور اس کا آنا گویا اسی شخص کا آنا ہوتا ہے اور یہ بات بے معنی اور بے سند بھی نہیں ہے خود انجیل نے اس عقدہ کو حل کیا ہے یہود جو مسیح ابن مریم سے پیشتر ایلیا نبی کے آنے کے منتظر تھے اور ملاکی نبی کی کتاب کی وعدہ کے موافق انکا حق تھا کہ وہ انتظار کرتے لیکن وہ چونکہ ظاہر بین اور الفاظ پرست تھے اس لیئے وہ حقیقت سے آشنا نہ ہوئے اور ایلیا ہی کا انتظار کرتے رہے جیسا کہ توریت اور نبیوں کی کتابوں میں لکھا تھا۔ جو وعدہ پڑا آتا ہے وہی موعود ہو انکو یہ غلطی لگی کہ مسیح موعود سے پہلے ایلیا آئے گا انکی نظر چونکہ موٹی تھی وہ انتظار کرتے رہے کہ ایلیا پہلے آئے۔ چنانچہ ایک بار وہ مسیح کے پاس گئے اور انہوں نے یہ سوال کیا آپ نے یہی جواب دیا کہ ایلیا تو آگیا اور وہ یہی **یوحنا** ہے پھر وہ یوحنا کے پاس گئے اس سے پوچھا انہوں نے کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں چونکہ انکے دل پاک نہ تھے اس لیئے اسکو تناقض پر محمول کیا اور اس سے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ مسیح سچا مسیح نہیں ہے حالانکہ

مسیح علیہ السلام نے جو کچھ کہا وہ بالکل درست تھا اور اس میں کوئی تناقض نہ تھا مسیح کا مطلب صرف یہ تھا کہ یہ یوحنا جسکو مسلمان لوگ یحییٰ کہتے ہیں ایلیا کی خو اور طبیعت اور قوت پر آیا ہے۔ مگر انہوں نے یہ سمجھا کہ سچ مچ وہی ایلیا جو ایک بار پہلے آچکا تھا پھر آگیا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ کے قانون مقررہ کے یہ خلاف ہے۔ اس کا قانون یہی ہے کہ جو لوگ ایک بار اس دنیا سے اٹھائے جاتے ہیں پھر وہ نہیں آتے ہاں خدا تعالیٰ چاہے تو انکی خو اور طبیعت پر کسی دوسرے بندے کو بھیج دیتا ہے اور شدت مناسبت کے لحاظ سے وہ دونوں دو جدا جدا انسان نہیں ہوتے بلکہ ایک ہی ہوتے ہیں غرض حضرت مسیح نے اپنے آنے سے پیشتر ایلیا کے آنے کے وعدہ اور عقدہ کو اس طرح پر حل کر کے ایک فیصلہ ہمارے ہاتھ میں دیدیا ہے یہ وہ فیصلہ ہے جو خود **مسیح نے اپنی عدالت میں اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنے سے پہلے ایک نبی کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے**۔ کہ کسی کے دوبارہ آنے سے مراد اس کی خو اور طبیعت پر آنے والے سے ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ ایلیا تو یوں آیا یعنے یوحنا ہی اسکی خو اور طبیعت پر آگیا۔ لیکن میں خود ہی آؤنگا۔ اگر اس قسم کی صراحت انہوں نے کہیں انجیل میں کی ہے تو وہ بتانی چاہیئے مگر ایک بھی ایسا مقام نہیں ہے جہاں انہوں نے اپنی آمد اور ایلیا کی آمد میں تفریق کی ہو بلکہ ایلیا کے قصہ کا فیصلہ کر کے اپنی آمد ثانی کے مسئلہ کو بھی حل کر دیا۔

پس ایسی صورت میں ہر ایک طالب حق کے لئے ضرور ہے کہ وہ

اس فیصلہ کے بعد چون چرا نہ کرے اور کوئی ایسی بحث نکرے جسمیں وقت ضائع ہو۔ کیونکہ یہ تو بالکل ایک سیدہی سی بات ہے مثلاً ایک آدمی کہے کہ ہر انسان کی دو ہی آنکھیں ہوتی ہیں اور وہ دس بیس انسان کیا ہر سامنے آنے والے انسان کو دکہادے۔ مگر ایک اور ہو جو کہے کہ نہیں دو نہیں پچاس آنکھیں ہوتی ہیں لیکن وہ کسی کی پچاس آنکھیں دکہا دے نہیں تو کون صرف اسکے کہنے ہی پر مان لے گا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیا کے رنگ میں نہیں ہے انکی مثال اس آدمی کی سی ہی ہے جو پچاس آنکھیں بتاتا ہے۔

سچی بات یہی ہے کہ مسیح کی آمد ثانی ایلیا ہی کے رنگ میں ہے میں یہ بہی کہنا چاہتا ہوں کہ میں تناسخ کے مسئلہ کو نہیں مانتا میرا آنا ایلیا کے رنگ پر ہے خدا نے مجھے مسیح کے رنگ پر بہیجا ہے اور اصلاح اخلاق کے لئے بہیجا ہے ہمارے مخالف یہ کہتے ہیں کہ جہاد کے ذریعہ اسلام پہیلایا جاتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اسلام کی کامل تعلیم خود اس کی اشاعت کا موجب ہے نفس اسلام کے لئے ہرگز کسی تلوار یا بندوق کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی گذشتہ لڑائیاں وہ دفاعی لڑائیاں تہیں انہوں نے غلطی اور سخت غلطی کہائی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ جبراً مسلمان بنانے کے واسطے تہیں۔ غرض میرا ایمان ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پہیلایا جاتا۔ بلکہ اس کی تعلیم جو اپنے ساتہہ اعجازی نشان رکہتی ہے خود دلوں کو اپنی طرف کہینچ رہی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے میری کتابوں کو پڑہا ہے اور میری کارروائیوں کو دیکہا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ساری کارروائی مسیح کے رنگ میں ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اخلاقی قوتوں کی تربیت کروں چونکہ یہ سارا سلسلہ اور ساری کارروائی مسیحی رنگ اپنے اندر رکہتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے میرا نام مسیح موعود رکہا۔

اب جب کہ میں نے اس حد تک بات کو پہونچایا ہے تو میں جانتا ہوں کہ سبھی ہی میرے مخالف ہوں گے۔ لیکن میں کسی کی مخالفت سے کب ڈر سکتا ہوں جب کہ خدا نے مجھے مامور کر کے بہیجا ہے۔ اگر یہ دعوےٰ میری اپنی بناوٹی ہوتی تو مجھے ایک ادنیٰ سی مخالفت بہی تہکا کر بیٹہا دیتی مگر یہہ میرے اپنے اختیار کی بات نہیں ہے ہر سلیم الفطرت کو جسطرح وہ چاہے سمجہانے کے لئے میں طیار ہوں اور اس کی تسلی کے لئے ہر جائز اور مسنون راہ میں اختیار کر سکتا ہوں میں سچ کہتا ہوں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے مسلمان اپنے اعتقاد کے موافق اور عیسائی اپنے خیال پر منتظر تہے یہی وہ وقت تہا جسکا وعدہ تہا۔

اب آنے والا آگیا خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے خدا تعالیٰ اپنے بہیجے ہوئے لوگوں کی تائید میں زبردست نشان ظاہر کیا کرتا ہے اور دلوں کو منوا دیتا ہے جو کچہہ مسیح موعود کے لئے مقدر تہا وہ ہوگیا اب کوئی مانے نہ مانے مسیح موعود آگیا اور وہ میں ہوں

**سوال**۔ اور کیا مشابہت ہے

**جواب**۔ تعلیم میں مشابہت ہے۔

**سوال**۔ آپ کی رسالت کا نتیجہ کیا ہوگا

**جواب**۔ خدا تعالیٰ کے ساتہہ جو رابطہ کم ہوگیا ہے اور دنیا کی محبت غالب آگئی ہے اور پاکیزگی کم ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جو عبودیت اور الوہیت کے درمیان ہے پہر مستحکم کرے گا۔ اور گم شدہ پاکیزگی کو پہر لائے گا دنیا کی محبت سرد ہوجائے گی۔

**سوال**۔ جب کہ مختلف مذاہب ہیں پہر کسطرح پہچانیں کہ سچا مذہب خدا کی طرف سے کون ہے؟

**جواب**۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے دنیا میں ہر کہوٹے اور کہرے کے درمیان ایک امتیاز ہے رات اور دن میں صریح فرق ہے پہر سچا مذہب بہی کبہی مخفی رہ سکتا ہے خدا پاک ہے اور وہ محبت رحمت کرنے والا ہے اور وہ نفسانی امور جو گناہ کے کام ہیں بدکاری۔ تعصب تکبر اور تمام گناہ جو دل میں جمع ہوتے ہیں پہر آنکہوں کے ذریعہ یا اور ذریعوں سے صدور پاتے ہیں ان سے ناراض ہوتا ہے پہر یہ کیونکر مشکل ہوسکتا ہے کہ انسان یہ تمیز نکر سکے کہ خدا انسانوں کو پاک بنانا چاہتا ہے اور وہ نفسے گناہ کے صدور کو پسند نہیں کرتا۔ پس جس مذہب کی تعلیم عملی طور پر ایسی فطرت عطا کرتی ہو کہ انسان خدا سے ڈر کر اسکی صفات کے نیچے رہ کر پاکیزگی اور محبت میں ترقی کرے اور گناہ سے بچے وہی مذہب خدا کی طرف سے ہوگا۔ خدا کی مذہب کے ساتھ اسکی صداقت کے زندہ نشان ہوتے ہیں جو ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

# کسر صلیب

## عیسوی منطق اور علم اخلاق

جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

یہ مضمون ترجمہ ہے ایک آرٹیکل کا جو اسلامک ورلڈ جلد اول بابت ماہ سانت میں شائع ہوا ہے۔ راقم مضمون نے بڑے دردمند دل سے عیسائی دنیا کی اس دجل آمیز و مغالطہ آمیز کارروائی کا عمدہ بسط اور وضاحت سے ذکر کیا ہے جو عادۃً حق کو چھپا لینے کے لئے اس قوم سے سرزد ہوتی ہے۔

درحقیقت یہ زرّیں صداقت ہے۔ کہ اگر عیسویت کے حامی خود تراشیدہ حواشی اور انبیا اور نوشتوں پر تطاول کرنا چھوڑ دیں اور خود اپنے لئے نبوت کی گدی تجویز نہ کریں تو اس پولوسی نصرانیت کا منتفرق الاجزا ایت جو ایسی ہی بیہودہ تاروں اور کیل پرزوں سے کھڑا کیا گیا ہے۔ دفعۃً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر آ رہے۔ عقل حیران ہوتی ہے کہ اس قوم کا قلب کیسا مسخ ہو گیا ہے۔ اور انکا ضمیر کسقدر تاریک اور مکدر ہو گیا ہے کہ اس صاف اور روشن بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے کہ عقیدہ جیسا اہتمام بالشان اور جس پر نجات اُخروی کا انحصار رکھا جائے ایسے صاف اور واضح الفاظ میں اس کا بیان ہونا چاہیئے کہ اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ابہام نہ ہو۔ یا الہیات کی اصطلاح میں اسے یوں تعبیر کر لو کہ عقائد مہمہ اور اصول ایمانیہ کی بنا نصوص صریحہ بینہ پر ہونی لازم ہے جو اپنے مفہوم و مراد میں قطعی الدلالت ہوں اور دیگر معانی اور مقاصد کے احتمالات کا اس میں امکان تک نہ ہو۔ اس معیار کو مدنظر رکھ کر جب اس کلیسیائی مذہب کے اصول کو پرکھا جائے سراسر لغو اور کھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ تمام انبیا (علیہم السلام) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک ہی اصل اور ضروری اصل کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دنیا میں آئے جسے انھوں نے مختلف الفاظ مگر متحد معنوں میں ادا کیا۔ کہ خداوند قادر مطلق واحد و اعدم ہی نہ صرف ذات میں بلکہ صفات اور استحقاق عبادت میں بھی اگرچہ اُس مقدس جماعت نے مختلف زمانوں اور مختلف آب وہوا کے بلاد میں نشو ونما پایا۔ مگر باوجود ان اختلافات کے اپنے امر رسالت کی علت غائی کی تبلیغ و ثنا بیدمیں وہ ایسے متفق و متحد اور یک زباں نظر آتے ہیں کہ کسی ایک کے اُس توحید نما وعظ و پند کے صاف صاف طور پر دوسرے معنی ہو نہیں سکتے۔ بلکہ ہر ایک نے یکساں طور پر اپنی رسالت کی مدار کارروائی میں توحید باری تعالیٰ پر صریح اور بیّن نصوص سے دلیل و برہان قائم کی۔ اس باریک راز کو توحید کی اشاعت کی کامل متکفل کتاب قرآن کریم نے سورۂ آل عمران میں عجیب اسلوب سے بیان کیا ہے۔ اس سورہ شریفہ میں علاوہ یہود کو سخت ملزم کرنے کے کہ اب ان کے پاس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کامیابی اور حضرت کی کھلی نشانی کے بعد جو فتح بدر کی صورت میں آپ کی نبوت اور سچائی اللہ ... کی زبردست علامت پڑ گئی۔ کوئی عذر اور حیلہ نہیں رہا کہ وہ کیوں اس معصوم و محفوظ نبی کو قبول نکریں۔ جس کی نسبت توراۃ کی پیشگوئی باواز بلند مہر لگا چکی تھی۔ کہ فیدار کی حشمت اُس کے مقابلہ میں ٹوٹ جائیگی۔ نبوت نبوت کا عظیم الشان راز انہیں (؟) سمجھایا گیا کہ اگر تمھیں اپنے زور اور اپنے بل پر کچھ فخر اور ناز ہے اور تم اپنے قلعوں کو ممتنع المغلوبیت سمجھتے ہو تو سن لو قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا مطلب یہ کہ جسطرح یہ انسان کامل جو ایک یتیم بے سروسامان اور بے جاہ و حشم تھا اور ظاہری اسباب پر نظر کرکے ہر وقت یہی یقین ہوتا تھا کہ زور آور دشمن اسے اچک لے جائے گا۔ اور بہت جلد کچلی ڈالے گا۔ مگر آخر رفتہ رفتہ آسمانی تائیدوں اور بالائی تدبیروں کے زور سے اُن پیشگوئیوں کے موافق جو دس سال اس واقعہ سے پہلے کی گئی تھیں وہ باسامان اور جنگ آزما قوم پر غالب آیا اور ایک قلیل جماعت کی امداد سے غالب آیا اسی طرح تم بھی اس عظیم الشان چٹان سے ٹکر لگا کر پاش ہو جاؤ گے۔ غرض انہیں ناعاقبت اندیش یہود کو ملزم کرنے کے علاوہ عیسوی عقائد کا ابطال بھی منظور ہے اسی غرض سے براعت استہلال کے طور پر آغاز سورہ میں اسم ذات اللہ کے بعد اسمائی صفات الحی القیوم بیان فرمائے ہیں جس سے اس راز کا ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ مسیح کسی طرح بھی الوہیت کے تخت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ وہ اُس تعظیم و تکریم کا مستوجب ہو سکتا ہے۔ جو خالق زمین و آسمان کا خاصہ ہے۔ اسلیے کہ وہ الحی القیوم نہیں ہے۔ ایسا شخص جو موت کے خونخوار اژدہا کا لقمہ بن گیا۔ اور جس پر الام و اسقام کے حوادث اور عوارض طاری ہوئے اور جسے صفت خالقیت سے کچھ بھی حصہ نہیں۔ کیونکر اور کس دلیل سے الوہیت کا حقدار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ افسوس اُن بیخبر اسلام کے نادان دوستوں پر جو حضرت مسیح کی زندگی کا اعتقاد رکھکر اللہ جل شانہ کے منشا کے خلاف ایک شرک عظیم اور ظلم جسیم کی تائید کر رہے ہیں۔ افسوس ان غافلوں اور اسلام کے مخالفوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ عزت مند ازلی ابدی اللہ تعالیٰ نے جس قدر غضب اور ناراضامندی عیسویت کے مفتر اور مفسد عقیدہ سے اور اس پولوسی مذہب کے مشرکانہ اصول الوہیت مسیح پر ظاہر کی ہے ایسی کسی چیز پر نہیں کی۔ مشرکان عرب جو سخت گھنونی بت پرستی میں مبتلا اور سخت قابل الزام بدعات میں گرفتار تھے۔ ایسے خطرناک الفاظ تو اُن کے عقائد کی نسبت بھی نہیں بولے گئے تکاد السموات یتفطرن منه و تنشق الارض و تخر الجبال هدا

ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ قریب ہی کہ آسمان پاش پاش ہو جاویں اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر جائیں۔ کہ نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے اور اُسے الوہیت کا اقنوم ثانی مانتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ الوہیت مسیح کا اعتقاد کوئی چھوٹی سی اور ناقابل التفات بات نہیں ہے بلکہ آسمان و زمین میں زلزلہ ڈالنے والی بات ہے۔ تمدن۔ معاشرت یا بلفظ دیگر نظام کائنات میں سخت خلل انداز بات یا دوسری لفظوں میں خدای قدوس کی ذات پاک کو سخت داغ لگانے والی اور اس کے منشا کو درہم برہم کر دینے والی بات ہے جس پر غیور خدا نے ایسے کپکپا دینے والے الفاظ میں غصہ ظاہر کیا ہے۔ درحقیقت الوہیت مسیح کا اعتقاد اور اُس کا لازمہ غیر منفک اعتقاد کفارہ تمام قسم کی بدکاریوں۔ منکرات اور فواحش کا سرچشمہ۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تلف کرنے کا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ دنیا کی تمام متمدن [illegible] بستیوں۔ بدچلنوں اور شرکوں اور ان کے لوازم و نتائج کو یکجا جمع کر کے دیکھا جاوے تو جس قدر گندی بدکاریاں۔ زناکاریاں۔ شراب خواری۔ بے حیائی۔ دیوثی۔ سخت ناروا آزادی اور ہر قسم کی خلاف حق کارروائیاں ہیں خصوصاً عقیدہ [illegible] قوموں میں پھیلی ہے۔ اُس کی کوئی نظیر بھی ان میں پائی نہیں جاتی۔ اللہ تعالیٰ کا خوف۔ طہارت۔ تورع تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت دلوں کا رقیق ہونا۔ آنکھوں کا اس کی یاد میں آنسو برسانا۔ یہ سب باتیں جو انبیاء کی تعلیم کی اصلی غرض تھیں۔ اور الہامی کتابوں نے خصوصاً قرآن شریف نے انہی کو ایمان باللہ کی علامت ٹھیرایا ہے ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔ اس عیسویت کی [illegible] قوم کے [illegible] سے نہ صرف اسی کی ہم عقیدہ قوموں اور ملکوں میں بلکہ دوسری تمام قوموں میں جا بجا [illegible]

قساوت راہ پا گئی ہے۔ اور اس روحانی شر و فساد سے زمانہ کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ خدا ترسوں اور پاکبازوں کو زندگی بسر کرنی مشکل ہو گئی ہے۔ الغرض الوہیت مسیح کا عقیدہ سخت خطرناک عقیدہ ہے جس کی پر زور شیوع سے کسی وقت اس زمین کی پشت پر ایک دل بھی ایسا نہ رہے گا جس میں توحید الٰہی یا لا الٰہ الا اللہ کے مفہوم کا کوئی شمہ باقی ہو۔ اور یہ ہر دو وہی شرار الناس ہوں گے۔ جن پر خدا کے غیور کی قہری تجلی جسے الہامی اصطلاح میں قیامت کبریٰ کہا گیا ہے۔ وارد ہو گی۔ چنانچہ حقائق قرآنی کے جاننے والے اور سمجھنے والے جانتے ہیں کہ وہ زہرہ گداز آیہ شریفہ ایک خاص اسلوب سے اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آخر کار نظام سماوی اور ارضی کا اختلال اسی عظیم الشان شر یعنی اعتقاد الوہیت مسیح کی وجہ سے ہو گا۔ اس راز کو سمجھ کر کون خدا ترس عقلمند انسان گمان کر سکتا ہے کہ یہ مذہب عیسوی اور اس کا یہ عقیدہ ایک معمولی سی بات ہے اور اس قابل نہیں کہ اس کی تردید کی طرف التفات کیا جاوے۔ اس زمانہ کے بعض ننگ اسلام۔ داغ سیرت اسلاف کرام جو ایک آزاد ریفارمر کی ناجائز حریت بخشنے والی تعلیمات کی وجہ سے اسلام کے پاک اصول امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قطعاً فراموش کر بیٹھے ہیں۔ اور خاصکر ہمارے قوم کے جلیل امر کو سخت حقارت سے یہ کہکر ٹال دیتے ہیں کہ کسی کے ذاتی افعال اور مشرب و مذہب سے ہمیں تعرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ اس عظیم و جلیل الشان مرسل اللہ اور مامور حق کی اس [illegible] کی بڑی بھاری لگاتار کارروائی کو جو وہ اس عقیدہ باطلہ یعنی الوہیت مسیح کے استیصال میں کر رہا ہے۔ نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک پہلوان رب جلیل امام زمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اوقات ضائع کرتے ہیں۔ جو رات دن مسیح کی موت کے اثبات کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ انہیں خوب سمجھ رکھنا چاہیئے۔ کہ مفسدوں کی شناخت اور تمیز کے لئے ناقۃ اللہ چھوڑی گئی ہے۔ سخت شقی ہوگا جو تمام قوم سے بڑھ کر اس کی کوچیں کاٹنے کے لئے باہر نکلے گا۔ ٹھوکروں کا آنا ضروری ہے پر افسوس اُن پر جن کے سبب سے وہ آویں۔ الغرض عیسائیوں کو الحی القیوم کے الفاظ سے عجیب الزام دیکر تھوڑی دور آگے چلکر عجیب علمی اور عقلی اور نقلی دلیل سے اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت خاصہ غیر مشترکہ کو ثابت فرماتا ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم۔ یعنی خود خدا اور اُس کے فرشتے اور تمام راستباز جنہیں خدا کا علم حاصل ہوا ہے پوری بصیرت اور سچے انصاف سے گواہی دیتے ہیں۔ کہ الوہیت کا مستحق سوائے اللہ کے جو صفات کاملہ کا جامع ہے اور کوئی نہیں مسیح ہو یا اور کوئی ہو۔ کیونکہ وہ سب کے سب حدوث اور عوارض اور ہر طرح کے ضعفوں اور احتیاجوں کے نقصوں کے سبب سے داغ دار ہیں اور تینوں شاہدان عدل کی شہادت کا خلاصہ اور اصل غرض یہ ہے ان الدين عند الله الاسلام وما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم۔ یعنی اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور سب مرضی دین اسلام ہی ہے (اور تمام انبیاء، توریت بھی بالاتفاق اسی کی تعلیم دیتے آئے ہیں اور توریت اور انجیل کی کوئی تعلیم بھی نص صریح اس مذہب توحید یعنی اسلام کے خلاف نہیں) اور اہل کتاب کا اس سے اختلاف کرنا

دیدہ و دانستہ ہے۔ ڈاہ اور حسد کے روگ نے انھیں اس قبول حق سے باز رکھا ہے مگر اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ توریت و انجیل کی کسی آیت میں صراحتاً اور منطوقاً کوئی ایسی بات پائی نہیں جاتی جس سے وہ اپنے موجودہ عقائد کی جو اسلام کے خلاف ہیں تائید پیدا کر سکیں۔ ہمارے اس تمام بیان سے مقصود یہ ہے کہ مقدس جماعت نبیوں کی جن پر بظاہر اہل کتاب کا اعتماد ہے اور وہ پاک کتابیں جنھیں وہ اپنے زعم میں عقائد فاسدہ کا ماخذ ٹھہراتے ہیں بڑی صراحت اور وضاحت سے ان مروجہ عقائد کا ابطال کرتے ہیں جنکی ترویج میں عیسائی ایسی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ با انصاف عقلمند جو صادقوں اور کاذبوں کے لہجے کے پہچاننے کا مادہ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کے اس بلند اور پر جرأت دعوی پر غور کریں کہ کس طرح تمام مختلف العقائد مگر درحقیقت ایک ہی رنگ کی مشرک اور بدعتی دنیا کے سامنے وہ اس بات کو بلا تذبذب ظاہر کرتا ہے کہ تمام مقدس صادقین اور برگزیدہ راستباز اسی طریق حق کی دعوت کرتے چلے آئے ہیں جسے اب اس نے پھر زندہ اور خوبصورت الفاظ میں پیش کیا ہے اور جس کا نام اسلام ہے۔ اتنے بڑے پر حوصلہ دعوی کی تردید کرنے کے لئے عیسائیوں کا ضروری فرض ہے کہ وہ انبیائے توریت کے صریح کلام اور منطوق سے یا خود جناب مسیح علیہ السلام کے ملفوظات سے دکھاویں کہ ان کے عقائد اور اصول کا یہ کلام اور ملفوظ صاف صاف ماخذ ہے مگر ہم بڑی دلیری سے دعوی کرتے ہیں۔ کہ وہ الوہیت اور کفارہ کی کوئی صاف دلیل کسی آیت محکمہ میں ہرگز نہ پائیں گے۔

پھر کسی ایسی آیت کو جو بہت سے معانی اور مطلب کا جائز احتمال رکھتی ہو اور کسی ایسے لفظ کو جو مختلف مرادوں کے لحاظ سے کثیر موقعوں میں اشتراک اور استعمال رکھتا ہو ایمانی عقیدہ کی بنا قرار دینا خدا ترسی اور سچی پرہیزگاری سے بعید ہے۔ تعجب ہے کہ توحید کی تعلیم تو تمام نوشتوں سے نہایت کھلے کھلے اور تسلی بخش طریق سے ثابت ہو جائے۔ اور اسے عالم جاہل شہری اور دہقانی پوری کشادہ دلی اور اک کی صفائی سے بے تردد قبول کر لیں۔ مگر اتنے بڑے زبردست اصول کے لئے جو عیسائیوں کے نزدیک سارے جہان کی نجات کا تنہا ذریعہ ہے۔ اسقدر ایچا پیچی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ درحقیقت الوہیت مسیح اور کفارہ کا افسانہ ایجاد کرنیوالے سے سخت فاش غلطی اور ناقابل ترمیم خطا ہوئی کہ اس نے ان نامعقول اور غیر موزون اور نفس کے تراشے اصول کو انبیائے بنی اسرائیل اور ان کے پاک صحیفوں کی طرف منسوب کیا۔ وہ ناعاقبت اندیش نہ سمجھا کہ وہ انبیا پر سخت الزام وارد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ وہ جوش جنون سے ایک ہی وقت میں متناقض اقوال اور متبائن الفاظ کہہ جاتے تھے۔ یعنی ایک ہی وقت میں توحید اور شرک دونوں کی تعلیم دیتے تھے۔ اگر یہ کلیسائی مذہب بالکل الگ اور مستقل طور پر قائم کیا جاتا اور موحدانہ انبیا کی پاک تعلیمات کو اسکا مدار مطلق اور تنہا آسرا قرار نہ دیا جاتا تو یہ جھوٹا بودا بے بنیاد اور عقل کا دشمن اور مورث الشر جو کچھ تھا۔ عام بت پرستوں اور بدعتیوں کے مذاہب کی طرح اس کی طرف بھی کوئی پرزور توجہ نہ کی جاتی۔ اور نہ اس کے استیصال کی اسقدر کوشش ہوتی اور نہ درحقیقت اسکی بیخ کنی کا اتنا بڑا سامان ملتا جو انبیا کی تعلیم کی طرف توجہ کرنے سے بجائے

پھر ایک مبارز کو مل جاتا ہے۔ بہرحال اب وقت آ پہنچا ہے کہ اس شر اور خبث کی طاقت کمزور ہو جائے۔ اور اس مغوی ابلیس کی رسیاں ٹوٹ جائیں۔ خود عیسائی ملکوں میں عیسائیوں کے قلم و زبان سے عیسویت پر پرزور نکتہ چینی شروع ہو گئی ہے اور بیشمار دل اندر ہی اندر اس کی تاریک اور عقل بر ہمزن باتوں سے مضطرب ہو گئے ہیں۔ اس خانہ برانداز طوفان کے مقابلہ میں سادہ دل متعصب عیسائی آیات کی جھوٹی تاویلوں اور دور از کار من گھڑتوں سے عیسویت کو بربادی سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سخت آزادی کے زمانہ میں زمینی علوم کی شیدا دنیا اسی بات میں متردد ہو رہی ہے کہ انہیں اس ہمہ قدرت اور عوارض حدوث و امکان سے منزہ خدا کا کوئی تسکین بخش ثبوت نہیں ملتا۔ اور یہ نادان ایک عاجز ضعیف اور بے پر و بال انسان کو خدا بنانے اور ثابت کرنیکی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آجکل اس قوم کی جھوٹی منطق اور اُنکی سرشت کی خوب قلعی کھلنی شروع ہو گئی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں میں امرتسر کے مشہور مباحثہ میں اُس آسمانی حربہ اور خدائی تیز ہتھیار حضرت مسیح موعود نے جو کاری زخم عیسویت کے مقتل پر لگایا ہے۔ اب عیسائیوں کے مکر و فریب کی کوئی زنگاری مرہم اُسے مندمل نہ کر سکے گی۔ درحقیقت اُس بالکل جدید کلام اور اس عجیب و غریب شرط کے مقابلہ میں جو ہمارے برگزیدہ امام نے پیش کی۔ کہ ہر ایک فریق (مسلمان وعیسائی) دعوی بھی اپنی مسلم الہامی کتاب سے پیش کرے اور دلیل بھی اسی سے لاوے۔ عیسائیوں سے سوائے جھوٹی منطق۔ بیجا تحریفوں ناروا کھینچا تانیوں اور قابل افسوس رکیک بائبلوں کے اندر کچھ بن نہیں پڑا۔

کاش کوئی حضرات ان میں سمجھے اور غور کریں - اب ہم اس دلچسپ مضمون کا ترجمہ دیتے ہیں جو ہمارے سرگرم دوست عبد اللہ کنلف کے آتشیں قلم سے نکلا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اُسے بھولے ہوئے عیسائیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے آمین

## عیسوی منطق اور علم اخلاق

مطبع جب اپنا کام دیانت - سچائی اور انصاف سے کرے وہ لاریب نیکی اور راستی کی اشاعت کا بڑا زبردست آلہ اور قیمتی ذریعہ ہے لیکن اگر اُسے صداقت کے دبانے - واقعات پر پردہ ڈالنے اور جھوٹ اور مغالطات کے پھیلانے کا واسطہ بنایا جاوے تو دنیا کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی لعنت نہیں ہوسکتی - مگر بایں ہمہ اس کی کارروائیوں میں گو کتنا ہی مکر و فریب کو دخل کا موقعہ مل گیا ہو - جھوٹے اور مکار اور فریبی آدمیوں کی خانہ ساز باتوں اور سادہ دل اور بے وقوف زود اعتقادوں کے ناپاک اعتقادوں کے اندر اس کے ذریعے سے کبھی کبھی اور کہیں کہیں حق اور راستی کا پیارا چہرہ ضرور نظر آجاتا ہے - چنانچہ غیر معتبر واقعات کے ڈھیروں اور سائنسی اور ملکی غلطیوں کے انباروں اور جعلی اور بناوٹی اصولوں کے درمیان جنہیں پادریوں کی چالاک عقل نے گھڑا ہے کہیں نہ کہیں ایسی تحریریں بھی نظر آجاتی ہیں جن سے ایک باریک بیں اور تجربہ کار سوچنے والا اعلیٰ درجہ کے حقائق کا پتہ لگا سکتا ہے - خواہ وہ کیسی ہی ہیں کیوں نہ ہوں اور کیسی ہی حواشی ان پر کیوں نہ چڑھائے گئے ہوں - اسی طرح عیسویت کی اُن غلطیوں میں جو زمانہ دراز سے اُس کے مذہب کا جزو اعظم بن گئی ہیں - اور ان بیوقوفی کی باتوں اور مزخرفات میں جو عیسائیوں کی اخباروں - کتابوں اور رسالوں کے اندر اپنا بدنما چہرہ دکھاتی ہیں کچھ کچھ راستی کی شعاعیں بھی نظر آجاتی ہیں اور گو یہ کیسی ہی ناقابل التفات اور ناچیز کیوں نہ ہوں مگر کم سے کم اُن سے اتنا پتہ لگ جاتا ہے کہ راستی کی رفتار کا رخ کس طرف ہے - اس طرح کی بظاہر حقیر اور ناچیز باتیں ایک باریک بیں اور عمیق النظر آدمی کے دل میں زیادہ تحقیق و تفتیش کا میلان پیدا کرتی ہیں جس کا نتیجہ عموماً یہ ہوا ہے کہ علوم طبعی اور فلسفہ میں نئی نئی ایجادات اور اختراعات ظہور پذیر ہوئی ہیں - اور اللہ تعالیٰ نے صابروں مجاہدوں اور با استقامت ڈھونڈنے والوں پر علم و قدرت کے واقعات اور علوم طبعی اور تاریخ کے حقائق و معارف کھولدئے ہیں جنھوں نے انسانی علوم اور کار و بار میں بڑے انقلاب پیدا کئے ہیں اور جو سوسائٹی اور قوموں کے حق میں بڑی برکت کا باعث ہوئی ہیں - اسی طرح علم تدبیر منزل - سیاست مدن - علم مذہب اور علم اخلاق پر بھی بڑی روشنی پڑی ہے - یہ بالکل سچ ہے کہ وہ باتیں جدید اور وہ اصول آج کل کے نو ایجاد نہیں ہیں - بلکہ وہی باتیں اور وہی اصول ہیں جو اگرچہ اس سے پہلے نامعلوم تھے مگر حقیقتاً انسان کی ہستی اور ظہور کی تاریخ کے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں - زود اعتقادی کے کمزور جانے اور فریبی آدمیوں کے مکر اور دھوکے بازیاں جنہیں علم اور دولت اور طاقت سے تائید و تقویت پہونچائی ہے - سچائی اور راستی کے روشن چہرہ کو کبھی چھپا نہیں سکتیں - ان تمام جعلی باتوں اور مصنوعی علم الاخلاق کے بار کے پردوں کی سوراخوں میں سے ایک طالب حق جسے خدا نے دور بین عقل عطا کی ہے صداقت اور حقانیت کا نورانی چہرہ دیکھ سکتا ہے جھوٹ اور افترا کی بودی دیوار کے پیچھے سچائی کی ملکہ جلوہ افروز ہے جس کے دیدار سے راستی کا شیدا ضرور مشرف ہوسکتا ہے - یہ سب راستیاں نئی نہیں ہیں بلکہ پرانی ہیں - ہاں پہلے جھوٹ کی اوٹ میں پنہاں تھیں - اب حقیقی علم کا لباس پہنے آ نکلی ہیں - افسوس جاہل وہم پرستوں اور مغرور متعصبوں کے کانوں تک ان سب حقائق کی صدا پہونچتی ہے مگر اُن کی دل اُسے محسوس نہیں کرتے - اس میں شک نہیں کہ کورانہ تعصب اور زمانہ دراز کی راسخ غلطیاں جو دلوں میں میخ فولادی کی طرح جگہ پکڑ گئی ہیں اور ایسی کفریات جو فطری تو نہ تھے مگر اب جزو فطرت بن گئے ہیں - قبول حق سے ہمیشہ مانع ہوئے ہیں - مغرور عیسائی دنیا کا دل اب ایسا نرم نہیں رہا کہ سچ اور حقانیت کے اثر کو بہت جلدی قبول کر سکے کیونکہ کفر کا کیڑا اُس کی جڑوں تک کھا گیا ہے - اور اُس میں راست پسندی کی حس تک بھی نہیں رہی -

پچھلے چند ہفتوں میں ہمیں ایسی تحریروں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جن سے ہماری مذکورۃ الصدر بیانات کی صداقت کی شہادت ملتی ہے - منجملہ ان کے ایک ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے - کیونکہ اسلام اور جھوٹی عیسویت کے ساتھ اس کا بڑا بھاری تعلق ہے - لنڈن کے روزانہ اخبار "دی ایکو" میں ایک مضمون نکلا ہے جو کیمبرج یونیورسٹی کے ایک ایم - اے کی نکتہ آفریں طبع

نتیجہ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ مضمون نگار نے دکھایا ہے کہ عیسائیوں کے دیوں پر جھوٹی تعلیمات کو مرکوز کرنے اور ایک ایسی کھوئی ہوئی ماننے میں لانے کے لئے جس پر ان کے باطل عقائد لٹکائے جاویں انجیل کی آیات کی کیسی تحریف اور تحکم تفسیر کی جاتی ہے۔ ایم۔ اے صاحب لکھتے ہیں۔ یسعیاہ کی کتاب باب ۴۳ درس (۱۱) میں لکھا ہے۔ سوائے خدا کے کوئی نجات دہندہ نہیں۔ کیونکہ مسیح خدا ہے۔ اور اس نے خدائی کا دعوی کیا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ کیسی بات جو آیت شریف کے ساتھ خواہ مخواہ گانٹھ دی گئی ہے۔ کیسی بے بنیاد ہے جس کا کوئی ثبوت بھی لکھنے والے کے پاس نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ امر دیانت اور امانت سے کس قدر بعید ہے اور سادہ دل عامیوں کو کس قدر ورطہ گمراہی میں ڈالنے والا ہے۔ راقم مضمون نے اپنے بیان کا ذرا بھی ثبوت نہیں دیا۔ اور اگر دیتا بھی تو بجز اسکے اور کیا ہوتا کہ الفاظ۔ معانی اور واقعات کو تحریف تبدیل کر کے موقع و محل سے اٹھا کر اپنے مطلب کے موافق بنا لیتا۔

پھر آگے چلکر لکھتا ہے۔ متی میں لکھا ہے تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی نیک نہیں ہے سوای خدا کے۔ اسکو ہم منطقی شکل میں یوں رکھتے ہیں۔ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی (مطلق) نیک نہیں ہے سوای خدا کے۔ میں نیک ہوں لہذا میں خدا ہوں۔ بہت لوگ اسکو اس طرح کہیں گے۔ میں خدا نہیں اس لئے میں نیک بھی نہیں۔ اسے یونیٹیرین بھی تسلیم کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ اسی ہی تو یونیٹیرین مذہب منطقی میزان میں پورا نہیں اترتا۔ اب ہم اس کیمبرج کے ڈگری یافتہ کے دلائل پر نہیں غور کرتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ اس نے انجیل کی آیات پر کیسے بیجا حواشی چڑھائے اور کیا کیا افترا باندھے ہیں۔ اول تو اس نے انسانی اور الہی نیکی کے مراتب کو بالکل نظرانداز کر دیا ہے اور جناب الہی اور جنابیت سے کامل اور مطلق نیکی کو جو ذات باری تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اور ناقص اور عارضی نیکی کو جو انسان کا خاصہ ہے اور جس کے کئی مدارج ہیں قطعاً فراموش کر ڈالا ہے۔ اور محض اپنا مطلب نکالنے کے لئے ان میں کوئی مابہ الامتیاز قائم نہیں کیا۔ اور ایسی اس برائے نام منطقی شکل میں جس میں یقینی نتیجہ پر پہونچنے کے لئے قضایا کا درست ہونا لازمی امر ہے۔ اپنے بے سروپا قضیوں میں کچھ بھی غور نہیں کی۔ بلکہ تمام بنائے مشکلات اور بھاری مغالطات سے کود پھاند کر مسیح کو نیک بنا ڈالا ہے۔ اور یوں کھینچ تان کر اسے خدائی کا حصہ دار ٹھہرا دیا ہے۔ وہ مسیح کی انسانیت میں کوئی انسانی خوبی اور نیکی بھی نہیں دیکھتا۔ اگر اس پر بھی اس کے مفید مطلب یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ قادر مطلق اور علم خدا کی غیر محدود نیکی نے مسیح کی انسانیت میں حلول کیا ہے۔ گویا یہ فرض کرتا ہے کہ غیر محدود محدود میں اور جزو کل میں سما سکتا ہے۔ مگر ایک چھوٹی سی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایک مکعب میل ایک مکعب انچ میں سما نہیں سکتا اور تمام و بسیط دنیا ایک چھوٹے سے پیمانے میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح مسیح کے ناقص اور ضعیف وجود میں خدائے قدوس کی ذات جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے ہرگز سما نہیں سکتی۔ افسوس جب ایک عیسائی عیسویت کے اصول کی حمایت پہ کھڑا ہوتا ہے معاً منطق۔ علم اخلاق۔ عقل سلیم اصول حقہ اور عام میزان سب کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے اور منطق اور انسان کی علامت عقل کو جو مانی الضمیر کے پیچھے اظہار سے وار سے بالکل چھوڑ کر اسے عیسائیت نے بیجا لالکیوں اور مغالطہ دہی کا آلہ بنا تا ہے اور اس کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا کہ یہ طریق ایمان داری کی منزل سے کس قدر منحرف اور الگ پڑا ہے۔ اس موجودہ انجیل کی زیر بحث آیۃ (خواہ یہ انجیل محرف ہو خواہ صحیح ہو) میں مسیح نے ہرگز مطلق نیک یا خدا ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ خدائی کا دعوی تو برکنار یہ فقط صاف بتا رہے ہیں کہ وہ اپنے نقص یا کمزوری سے خوب واقف تھا اور وہ بڑے جوش سے اس شخص کو جس نے اسے نیک کہا تھا ملامت کرتا ہے۔

اب باوجود اس کے کہ نفس صاف دلالت کرتی ہے کہ اس آیت کے یہی معنی کئے جاویں مگر ایم۔ اے صاحب اپنی فرضی منطق کی شکل میں یوں دلیل دیتے ہیں "مسیح انسانی نیکی کے مراتب کاملہ تک پہونچا ہوا تھا۔ اس لئے اس میں کامل نیکی تھی۔ اور وہ خدا تھا۔" ناظرین خوب دیکھ سکتے ہیں کہ یہ کیسی لغو منطق اور بیہودہ دلیل ہے۔ ایک مسلمان اور یونیٹیرین یوں منطقی شکل پیش کرتا ہے "خدا کامل مطلق ہے اور اس کی ذات پاک صفات کاملہ کی جامع ہے۔ مسیح نیک تھا اور خدا کا بندہ اور رسول تھا مگر اس میں مطلق کامل نیکی اور صفات الٰہیہ کا حصہ نہ تھا اس لئے مسیح خدا نہ تھا۔" اس شکل میں یونیٹیرین اور موحد کی برہان کی صفائی اور سچائی صاف ظاہر ہے اور ہم متدین عقلمند اور غیر متعصب ناظرین پر اس امر کا فیصلہ چھوڑتے ہیں کہ خلاف منطق جہالت اور بے ایمانی کس طرف سے ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس یہ ایک معمولی نمونہ جھوٹی عیسائی منطق اور کمزور علم اخلاق کا ہے جسے عیسائی ایمانی اصول [illegible] صداقت الٰہیہ کے مباحثہ کے وقت ظاہر کرتے ہیں۔

پھر آگے چلکر ایم [illegible] صاحب

سکھتی ہے“ اس زمانہ کے بڑے بھاری نکتہ چین اپنی ذاتی خطا پر کر رہے ہیں اور وہ انجیل کو کوئی صدمہ نہیں پہونچا سکتے۔ ایم-اے صاحب کی خود یہ نکتہ چینی حماقت اور نادانی کی آمیزش سے خالی نہیں کیونکہ آپ کسی دلیل اور برہان سے ان معترضوں کی نکتہ چینیوں کو نہیں توڑ سکتا اور یہ بھی واضح رہے کہ ان اعلیٰ نکتہ چینیوں میں بہت سے عیسائی پادری اور اسقف ہیں جو علم و فضل میں مشہور آفاق ہیں اور ان اعلیٰ اور عمدہ گرجوں کے منصب پر فائز ہونے کے پورے مستحق ہیں اور علاوہ بر آں کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں کی بڑی بڑی ممتاز سندوں سے بہرہ یاب ہیں وہ اپنے مضامین میں ہمارے ایم-اے صاحب سے زیادہ برجستہ طریق سے بحث کرتے اور اپنی باتوں کے ثبوت اور ذلیل و متنزل عیسویت کے موضوع اور نادرست اصولوں کے قائم رکھنے کے لئے بالکل لایعنی تقریریں اور جھوٹی شہادتیں نہیں لاتے۔ ہم حیران ہیں کہ ایسی مذہب اور اس کے حامیوں کی نسبت ہم کیا رائے قائم کریں۔ جو شخص اپنے عقائد باطلہ کے قائم رکھنے اور عیسویت کی بوسیدہ چھت کو سہارا دینے کے لئے واقعات حقہ کو دبانے کی سخت ضرورت پڑتی ہے اور انہیں مجبور ہونا پڑتا ہے۔ کہ آیات کے الفاظ اور معانی کو بالکل مسخ کر کے ان کا ایسا مفہوم ظاہر کریں۔ جو سیاق سباق۔ ادب اور محاورے کے بالکل خلاف ہوتا ہے اور یہ سب اسلئے کہ ان کے سسکتے ہوئے اور نیم جان اصول کو کچھ زندگی کے نشان دکھا سکیں۔ مگر وہ کریں تو کیا کریں ان کا طریق استدلال اور مسلک مناظرہ ہی ایسا ہے۔ اور یہی ان کا علم منطق اور علم الاصول ہے جس کی بنا پر ساری جدید عیسویت کی عمارت کھڑی کی گئی ہے اور منشیین کونسل نے بھی ایسی ہی خانہ ساز اور مفتریانہ اصولوں کی آبیاری سے اس زہر پھل والے درخت کو قائم رکھا تھا۔ اگر ان سوفسطائی خیالوں اور بناوٹی دلیلوں کو وہ نکال ڈالیں تو دیکھیں کہ جھوٹی منودی عیسویت کا ڈھیر کس طرح پاش پاش ہو کر زمین پر گرتا ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ ان خطرناک لعنتوں کو یا تو بھول گئے ہیں یا ان کی کچھ پروا نہیں کرتے جو عیسوی انجیل کے آخر میں ملحق کی گئی ہیں ” اگر کوئی شخص ان باتوں میں کچھ بڑھاوے گا۔ تو خدا اس پر وہ بلائیں اور وبائیں نازل کرے گا جو اس کتاب میں لکھی گئی ہیں“ مکاشفات باب ۲۲ ورس ۱۹-۱۸) اسی ایکو کے کسی پچھلے نمبر میں ایک اور مضمون نگار انجیل کی اعلیٰ نکتہ چینیوں کے بارہ میں کچھ بیش قیمت ریمارک کرتا ہے جس میں سے ہم کچھ لکھتے ہیں :- فرانس۔ ہالنڈ۔ جرمنی اور انگلستان میں انجیل پر بڑی سخت نکتہ چینی ہو رہی ہے۔ انجیل کے نوشتوں کا یہ حال ہے۔ کہ جتنی ان کی چھان بین زیادہ کی جاتی ہے اتنی ہی مشکلات اور اختلافات زیادہ اس میں نظر آتے ہیں“ ”پادری چارلس گور لکس منڈی کا ایڈیٹر اور پروفیسر برس کتاب پیدائش کے افسانہ کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ابراہام علیہ السلام ) سے پہلے کے تمام انبیاء وہمی اور فرضی اشخاص ہیں“ وہ اسی بات سے انکار کرتے ہیں کہ موسیٰ نے کوئی تورات لکھی ہے“ سلیمان کے غزل الغزلات کو وہ ناٹک سمجھتے ہیں“ ایوب۔ یونس اور دانیال کی کتابیں بھی ان کے نزدیک ناٹک کی قسم سے ہیں“ کینن ڈرایور یونس کے تاریخی ہونے کا انکار کرتا ہے“ ”وہ کتاب حنین کی تحقیقات میں وہ اسقاطہ اور تمثیل کی قسم کا ایک افسانہ ہے“ ”وہ کتاب امثال رفتہ رفتہ مدون ہوئی۔ اور کتاب تواریخ اور غزل الغزلات کی طرح سلیمان کی تالیف نہیں“ ”زبور داؤد کی تالیف نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں مختلف لوگوں اور متفرق زمانوں کی قومی معاشرت کے کارنامے پائے جاتے ہیں“ ”عیسائی کلیسیا پرانے عہد نامے کو آہستہ آہستہ ترک کرتی چلی جاتی ہے“ ”وحشیوں اور ناتربیت یافتہ آدمیوں نے اسے لکھا اور پھر بہت جلد قوم یہودی کی ملک خاص بن جاتا“ سر ڈبلیو ڈرسنڈ لکھتے ہیں۔ کوئی دو عبرانی فاضل چھ آیتوں کا یکساں اور متفق ترجمہ نہیں کرتے“ الخ الغرض اسی طرح ہم بہت سی عیسائی علماء کے اقوال نقل کر سکتے ہیں مگر مضمون طویل ہو جاتا ہے۔ اس تمام بیان سے بصفائی ثابت ہوتا ہے کہ مذہب عیسوی اپنی موجودہ صورت اور بائبل کی اس گرگٹ رنگ ہیئت میں اپنی تردید و تکذیب کے لئے آپ ہی بس ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس مضمون کو ختم کریں اخبار ایکو سے ایک اور اقتباس یہاں نقل کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ ”گبن لکھتا ہے کہ علمائے قدیم جو اپنے تئیں علماء ربانی کے نام سے نامزد کرتے انکی یہ عادت تھی کہ مختلف نوشتے اور مقدس تحریریں وضع کرتے اور ان تحریروں کو اسلاف کبار نصاریٰ کے نام سے موسوم کرتے۔ چنانچہ اتھانیسس اور آگسٹن کی تصانیف وحالات۔ جلس اور ہرمس کے شاگردوں کی شکل میں دکھائی گئی ہیں۔ اور مشہور اعتقاد یعنی تثلیث اور حلول کا حیرت انگیز معما الفرقین سکول کی تعلیمات کا

نتیجہ ہے۔ (۱) سینٹ اتھانیسیس ہرگز اس طریق کا بانی نہیں ہے جو کہ ہمارے گرجوں میں مروج ہے۔ (۲) اس طریق کی نسبت پختہ طور پر ثابت ہوا ہے کہ اس کی وفات کے ایک سو سال بعد اختراع ہوا۔ (۳) ابتدا میں وہ لاطینی زبان میں تالیف ہوا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مغربی ممالک میں وضع کیا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس وقت یہ تالیف جناڈیس قسطنطنیہ کے پوپ کی نگاہ سے گذری وہ اسے پڑھ کر ایسا حیران ہوا کہ اس نے بڑی صفائی سے یہ بیان کیا کہ یہ کسی متوالے مخبط الحواس کی تالیف ہے۔ اُن دغاعوں کے ناپاک ہاتھوں نے پاک نوشتوں کو بھی تو نہیں چھوڑا۔ مثلاً یہ آیت تین ہیں جو آسمان میں گواہی دیتی ہیں (یوحنا باب ۱۔ ورس ۷۔ ۵) اس کی وضعیت اور افترا ہونے کی یہ کافی دلیل ہے کہ پرانے ترجمے۔ صحیح قلمی نسخے اور اسلاف اس سے بالکل خاموش اور بے خبر ہیں۔

الحاصل یہاں تک تو یہ معاملہ خود عیسائیوں کے اقرار صالح سے ثابت ہے مگر جو اصلی سچی بات اور واقعی حقیقت ہے اس کا کھلا کھلا اور پورا اعتراف نہیں کیا گیا کیونکہ بیشمار واقعات ابھی اس پردہ کے پیچھے ہیں جو باتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ موجودہ عیسائی انجیل قطعاً موضوع غیر مستند۔ ناقابل وثوق اور یقیناً غیر الہامی ہے مگر خداوند حکیم کا شکر ہے کہ قرآن کریم اور فرقان مجید کے حصن حصین میں اس قسم کے شکوک و وساوس اور بے اعتباریوں کو ہرگز راہ نہیں۔

## حضرت حکیم الامت کے ارشادات

(حکیم الامت کی بیاض سے)

(۳۰ / مئی ۱۸۹۹ء کو یہ چند تفہیمات ہوئیں)

طمع سے سرقہ پیدا ہوتا ہے طامع کا پہلے تو اشیاء صغیرہ پر ہاتھ پڑتا ہے پھر قطع ید تک اسکی نوبت پہنچتی ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فتقطع یدہ

پھر محسنوں پر تعدی کرتا ہے پھر اقرب الاقارب اخوان پر پھر قابل اساتذہ و احباب پر

طمع کی اولاد میں طول امل ہے۔ اور اس کے احفاد میں ہے تولی عن ذکر اللہ تولی عن کتاب اللہ انظروا۔ واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک سلیمن اشتغال باللعب۔ اسی طمع کی نسل ہے

طمع کا نتیجہ

ناکامی۔ سوء ظن علی اللہ۔ حسن ظن علی النفس بداخلاقی طامع اخوان و احباب سے کیونکہ جس عزت فتح و نصرت فضل کا امیدوار ہوتا ہے وہ کامل طور پر نصیب نہیں ہوتے۔ تو کبھی مولیٰ کریم رب العالمین رحمن رحیم اور اس کی تقدیر پر نعوذ باللہ تبرے بول اٹھتا ہے اور کبھی احباب و انصار کو ہدف ملامت بنا کر اپنا دشمن بنا لیتا ہے فعل ما قدر کو جانتا ہی نہیں کہ کس مامور کا ارشاد ہے صلی اللہ علیہ وسلم وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون اور اعجبتکم کثرتکم واقعات صحیحہ ہیں کہ نہیں اسی واسطے

اعلیٰ طبقہ مہاجر و انصار نے کبھی نہ چاہا کہ مجھے فلاں حکومت میں حصہ ملے اور فلاں تحصیل اموال میں مجھے بھیجا جاوے

فضل۔ اور عبد المطلب بن حارث کے والدین نے ارادہ کیا اور ابو الائمہ بعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ابو الحسن علیہ السلام کی مخالفت اس امر میں ابوموسیٰ کے ساتھیوں کا مال طلب کرنا سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کو محروم کرنا ابوموسیٰ اشعری کا عذر شواہد عدل ہیں

بل

اس پر اگر زیادہ غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کبھی ادنیٰ معاملات کے لئے دعا بھی نہ منگوائی کہ میرے اولاد ہو میرا مال بڑھے تجارت میں نفع ہو جیسے آج کل امتحانات کی کامیابی۔ ترقی تنخواہ۔ اولاد۔ دفائن خزائن پر اطلاع۔ واقعات کے قبل از وقت اطلاع کی خواہشیں نظر آ رہی ہیں ہاں اوامر الہیہ میں نظرہ کے نیچے رہ کر تقاضائے فطرت کو پورا کرنا ضروری ہے بشرطیکہ ہوا خواہان تجربہ کار سے مشورہ کر کے بنظر تامل اور دوربینی کی جاوے امرهم شوری بینهم و شاورهم فی الامر

پھر عزم تام۔ پھر تدابیر کاملہ۔ پھر شجاعت اور ہمت بلند اور استقلال و صبر آخر میں حزم و احتیاط تام سے کام لے اعوان و انصار بلکہ اعدا کے ساتھ بھی لطف۔ نرمی۔ تجاہل اغماض سے کام لے۔

## تعداد ازواج کی ضرورت

التقوی۔ وحفظ القوی

(۱) عدم موافقت ہے اور طلاق کا موقع نہیں (۲) عقم (۳) حمل اور اس پر ارضاع کی مدت دراز اور علاوہ براں مرد تناسلی مزاج ہے (۴) کثرت تولد بنات بعض بلاد و خاندانوں میں

(۵) پولیٹیکل مصالح اور ریاست کی ضرورت (۶) عورتیں غالباً پچاس برس کے بعد قابل نسل نہیں رہتیں بخلاف مردوں کے کہ وہ نوے برس تک ہمارے ملک میں قابل ہیں (۷) قدرتاً عورت مرد انسانی نسل میں جوڑہ پیدا نہیں ہوتے (۸) مشاہدہ کثرت زنا جن بلاد میں تعدد ازدواج جائز نہیں (۹) وقوع قتل ازدواج ایسے بلاد میں بضرورت محبت کسی اور سے (۱۰) عورتوں کو ممکن نہیں کہ ایک سال میں مرد کے لیے کئی لڑکے جن دیں اور مرد کو ممکن۔ (۱۱) قدرت نے توالد تناسل میں عورت کو بہ نسبت مرد کے بہت بوجھ رکھا ہے اور اولاد کے منافع میں قریباً دونوں شریک ہیں۔

مندرجہ بالا اسباب ہیں جو تعدد ازدواج کی ضرورت کو بیان کرتے ہیں۔

---

## غور طلب

عالم کا ہر ایک واقعہ نصیحتوں کی کتاب اور خود انسان کا نفس عبرتوں کا دفتر ہے قرآن مجید ان تمام نصیحتوں اور عبرتوں کی یاد دہانی سے بھرا ہوا ہے پر کوئی کچھ نہیں سمجھتے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔ زمین میں اہل حق کے واسطے نشانات ہیں اور تمھارے نفوس میں بھی کیا تم نہیں دیکھتے؟ پس کیا عالم کے واقعات اور اپنے نفس سے تم کو کچھ نہیں ہوتی کہ احکام خداوندی کی نافرمانی سے ظاہر میں کیا حال ہوگا اور نفس کیسے خراب ہو گئے تو پھر ابھی ذکار قرآنی سے متنفر ہی رہو گے

---

# ڈائری

## امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

### مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

خطبہ الہامیہ اور تفسیر سورۃ الحمد جو اندنوں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھ رہے ہیں اس کے متعلق فرمایا

(اب ہم اس طرح قلم برداشتہ لکھتے جاتے ہیں کہ گویا ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کیا لکھ رہے ہیں۔ یہ بھی ایک سلسلہ الہام کا معلوم ہوتا ہے کہ بے تکلف مضامین اور الفاظ آتے جاتے ہیں۔

۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ نے ایک الہام سنایا تھا (تا سال دیگر را کہ می داند حساب تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار

۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو آپ نے یہ الہام سنایا (آج سے بہ شرف دکھائیں گے ہم)

اس بات کا ذکر آیا کہ آج کل لوگ بغیر سچے علم اور واقفیت کے تفسیریں لکھنے بیٹھ جاتے ہیں اس پر فرمایا

(تفسیر قرآن میں دخل دینا بہت نازک امر ہے۔ مبارک اور سچا دخل اسی کا ہے جو خدا کے روح القدس سے مدد لے کر دخل دے ورنہ علوم مروجہ کی شیخی پر لکھنا دنیاداروں کی چالاکیاں ہیں)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ میں اس کی قبر پکی بناؤں یا نہ بناؤں فرمایا (اگر نمود اور دکھلاوے کے واسطے پکی قبریں اور نقش و نگار اور گنبد بنائے جائیں تو یہ حرام لیکن اگر خشک ملا کی طرح یہ کہا جائے کہ ہر حالت اور ہر مقام میں کچی ہی اینٹ لگائی جائے تو یہ بھی حرام ہے

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

عمل نیت پر موقوف ہے ہمارے نزدیک بعض وجوہ میں پکی کرنا درست ہے۔ مثلاً بعض جگہ سیلاب آتا ہے بعض جگہ قبر میں سے میت کو کتے اور بجو وغیرہ نکال لے جاتے ہیں مردے کے لئے بھی ایک عزت ہوتی ہے۔ اگر ایسے وجوہ پیش آ جائیں تو اس حد تک نمود اور شان نہ ہو بلکہ صدمہ سے بچانے کے واسطے قبر کا پکا کرنا جائز ہے اللہ اور رسول نے مومن کی لاش کے واسطے بھی عزت رکھی ہے ورنہ عزت ضروری نہیں تو غسل دینے کفن دینے خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے مجوسیوں کی طرح جانوروں کے آگے پھینک دو مومن اپنے لئے ذلت نہیں چاہتا حفاظت ضروری ہے۔ جہاں تک نیت صحیح ہے خدا تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتا۔ دیکھو مصلحت الٰہی نے یہی چاہا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پختہ گنبد ہو اور کئی بزرگوں کے مقبرے پختہ ہیں مثلاً نظام الدین فرید الدین قطب الدین معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صلحا تھے۔)

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم کے دنوں امامین کی روح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں فرمایا (عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ شرک کی رسومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح رسومات کا کرنا ناجائز ہے)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر آپ کو ہر طرح سے [illegible] مانا جائے اور آپ [illegible]

اور اخلاص ہو مگر آپ کی بعیت میں انسان شامل نہ ہووے تو اس میں کیا حرج ہے فرمایا! بعیت کے معنے ہیں اپنے تئیں بیچدینا - اور یہ ایک کیفیت ہے جسکو قلب محسوس کرتا ہی جب کہ انسان اپنے صدق اور اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو وہ بیعت کے لئے خود بخود مجبور ہو جاتا ہے - اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جاوے تو انسان سمجھے کہ ابھی اس کے صدق اور اخلاص میں کمی ہے )

اس بات کا ذکر آیا کہ لاہوری علماء نے الٰہی بخش ملہم سے یہ سوال کیا کہ کیا تمہارا الہام ابلیس سے معصوم ہے یا نہیں جس کے جواب میں الٰہی بخش نے کہا کہ میرا الہام دخل شیطان سے پاک نہیں اس پر حضرت اقدس امام معصوم نے فرمایا کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس میں کیا سِر ہے - اور کسی کا الہام یا کشف شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک ہوتا ہے - انسان کے اندر دو قسم کے گناہ ہوتے ہیں - ایک وہ جن سے انسان خدا کی نافرمانی دیدہ دانستہ کرتا ہے اور بے باکی سے گناہ کرتا ہے ایسے لوگ مجرم کہلاتے ہیں یعنی خدا سے اُن کا بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے اور وہ شیطان کے ہو جاتے ہیں - اور دوسرے وہ لوگ جو ہر چند بدی سے بچتے ہیں مگر بعض دفعہ بسبب کمزوری کے کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں - سو جسقدر انسان ان بدیوں کو چھوڑتا اور خدا کی طرف آتا ہے اسیقدر اس کی خواب اور کشف دخل شیطانی سے پاک ہوتے ہیں - یہاں تک کہ جب وہ ان تمام دروازوں کو بند کر دیتا ہے جو شیطان کے اندر آنیکے ہیں تب اسکو سوائے خدا کے اور کچھ نہیں آتا -

جب تم سنو کہ کسی کو الہام ہوتا ہے تو پہلے اس کے الہامات کیطرف مت جاؤ - الہام کچھ شئے نہیں جب تک کہ انسان اپنے تئیں شیطان کے دخل سے پاک نہ کرلے اور بیجا تعصبوں اور کینوں اور حسدوں سے اور ہر ایک خدا کو ناراض کرنیوالی بات سے اپنے آپ کو صاف نہ کرلے دیکھو اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک حوض ہے اور اس میں بہت سی نالیاں پانی کی گرتی ہیں پھر ان نالیوں میں سے ایک کا پانی گندہ ہے تو کیا وہ سارے پانی کو گندہ نہ کر دے گا

یہی راز ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا گیا کہ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی - ہاں انسان کو ان کمزوریوں کے دور کرنے کے واسطے استغفار بہت پڑھنا چاہئیے - گناہ کے عذاب سے بچنے کے واسطے استغفار ایسا ہے جیسا کہ ایک قیدی جرمانہ دیکر اپنے تئیں قید سے آزاد کر لیتا ہے - مگر استغفار سے خدا اسکو نیچے دبا دیتا ہے -

---

# ضروری اعلان

## سب احباب توجہ سے پڑھیں

**مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے** چندہ کا روپیہ اب تک مختلف بزرگان قوم کے نام آتا رہا ہے - اور بڑا حصہ اس کا عموماً حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام آتا ہے نہ چندہ بھیجنے والوں کو عموماً یہ فکر ہوتا ہی کہ وصولی روپیہ کی رسید انکو ملے - پہلے اس کا کوئی مطلقاً انتظام نہ تھا سوائے اس کے کہ پرائیوٹ خطوط میں کبھی رسید دیدی جاتی - چند ماہ سے یہ التزام کیا گیا تھا کہ ہر مہینہ کا وصول شدہ چندہ بذریعہ الحکم شائع کر دیا جایا کرے - لیکن اس طریق میں ایک تو یہ نقص رہا کہ ایک ماہ یا اس سے بھی زیادہ دیر کے بعد احباب کو وصولی چندہ کی اطلاع پہونچتی اور درمیانی وقفہ میں انکو فکر رہتا اور دوسری ہر جگہ اخبار پہونچ بھی نہ سکتا تھا - اور چندہ بھیجنے والے عموماً رسیدیں طلب کرتے تھے - لہذا مجلس منتظمہ مدرسہ نے تجویز کیا ہے کہ آئندہ ہر ایک چندہ بھیجنے والے کو باضابطہ رسید دی جایا کرے جسپر مدرسہ کی مہر اور چندہ وصول کرنے والے عہدہ دار کے دستخط ہوں - مدرسہ کے اخراجات اور آمدنی کے بڑھ جانے کے باعث یہ کام کسیقدر وقت چاہتا ہے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب یا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی اوقات گرامی اس بوجھ کی متحمل نہیں ہو سکتی کہ ہر ایک چندہ بھیجنے والے کو باضابطہ رسیدیں - لہذا مجلس منتظمہ نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ مدرسہ کا کل روپیہ خواہ وہ چندہ عام اغراض فنڈ یا عمارت فنڈ یا مساکین فنڈ یا عید فنڈ کا ہو سکرٹری مجلس منتظمہ کے نام آیا کرے جو بعد روپیہ کو امین صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب) کے پاس جمع کرا کر بھیجنے والے کو باضابطہ رسید دیا کریں گے -

لہذا تمام احباب کی خدمت میں جو کسی قسم کا چندہ مدرسہ کے لئے ارسال فرماویں یہ التماس ہے کہ وہ خاکسار سکرٹری کے نام روپیہ بھیجیں اور اپنا پورا پتہ منی آرڈر کے کوپن پر جو اسی غرض کے لئے ہوتا ہی درج فرمایا کریں تا بلا توقف باضابطہ رسید زرچندہ کی انکی خدمت میں بھیجی جاوے

الملتمس خاکسار محمد علی ایم اے سکرٹری مجلس منتظمہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۲۱

## بیعت

۱ ماہم دین صاحب ۔ دیگران ضلع ہزارہ
تحصیل وڈاک خانہ مانسہرہ
غلام حسن صاحب ۔ عبدالرحیم صاحب
گل حسن صاحب ۔ سلطان محمد صاحب ۔
غلام محی الدین صاحب اتالیق پیران
خان بہادر ملک شیر محمد خان صاحب نورتہ
ممدد شاہ پور ۔
نور محمد صاحب ۔ کھاریاں ضلع گجرات
کرم دین صاحب ۔ محمد حیات صاحب ۔
غلام قادر ۔ محمد صاحب ۔ احمد صاحب ۔
فضل الٰہی صاحب ۔ محمد دین صاحب ۔ آڑہ
متصل کھاریاں ۔
حسن محمد صاحب کھاریاں ۔
شیخ محمد الدین صاحب نائب شرف دار
ساکن سیالکوٹ ۔
محمد بیگ صاحب ۔ سیالکوٹ چھٹی ریسالہ
سعید احمد صاحب ۔ دیگران ۔ ہزارہ
ہمشیرہ ۔ والدہ ۔
جان محمد صاحب معہ اہلبیت ۔ مرگیاں
ضلع سیالکوٹ حال مدرس اول مدرسہ ڈسکہ
ضلع سیالکوٹ رحمت اللہ صاحب ۔
عنایت اللہ صاحب ۔
مسماۃ حبیب النسا صاحبہ دختر سید
اصغر حسین صاحب ۔ اوریت ضلع مونگیر
ڈاک خانہ گھرا ۔ ملک اودھ
ماسٹر سید ظہور احمد صاحب گیلانی ۔
متقدارہ ضلع الہ آباد ۔ نواب گنج ڈاک
خانہ خاص سند ارہ
الہ دین صاحب دانہ ضلع ہزارہ
عنایت اللہ صاحب جمعدار ۔
نور محمد صاحب ۔ ادرحمہ ضلع شاہ پور
سید احمد صاحب حیدرآباد دکن ۔ امیر بی بی
صاحبہ ۔ بیگم صاحبہ محمد عبدالرحیم صاحب
سیدہ عبداللہ صاحب مریم بی بی صاحبہ
کلثوم بی بی صاحبہ فخر النسا بیگم صاحبہ
ظہیر النسا بیگم صاحبہ شمس النسا بیگم
صاحبہ فاطمہ بی بی صاحبہ زینب بی بی
صاحبہ عائشہ بی بی صاحبہ ۔ معرفت مولوی
سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ

## سیرۃ مسیح موعود

### کی نسبت ایک تجویز اور احباب سے اس پر عمل کرنے کی درخواست

کبھی انسان کی کوشش میں برکت ڈالنا اور اس کی ناچیز مزدوری کو قبول کر لینا خدا کے فضل پر موقوف ہوتا ہے ۔ مجھے اس بات کے معلوم کرنے اور اظہار کرنے سے بڑی خوشی ہے کہ میری یہ کتاب خدا تعالیٰ کے اذن سے ویسی ہی مقبول ہوئی جیسی مجھے توقع تھی ۔ بہت سے اپنے اور محض بے تعلق لوگوں نے مجھے لکھا کہ اس کتاب نے اضطراب کی تاریک گھڑیوں میں **حضرت مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام** کی شناخت میں مشعل کا کام دیا ہے ۔ آج کل کے با مذاق تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اس سے خصوصاً بہت فائدہ حاصل ہوا ۔ درحقیقت دور دراز جگہوں میں رہنے والوں کے دل میں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا اور روحیں اس کے جواب کے لئے تڑپتی تھیں کہ اتنے بڑے دعوے کرنیوالے کی جس کی تعلیمات نے دوست و دشمن میں ایک شورش پیدا کر دی ہے عملی زندگی اور اخلاقی حالت کیسی ہے ۔ اور وہ خدا اور خلق کے حقوق کے ادا کرنے سے کیونکر عملاً عہدہ برآ ہوتا ہے ۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مختصر مگر اصول کے لحاظ سے عظیم الشان کتاب ان امور کی حیثیت سے خلیفۃ اللہ کی سچی تصویر جہاں کو دکھانے کی خوب متکفل ہوئی ۔ حقیقت میں مناسب ہے کہ اس چھوٹے سے شیشہ سے کیونکر اتنے بڑے قد و قامت کی جو آدم ۔ نوح ۔ ابراہیم موسیٰ ۔ یوسف عیسیٰ ۔ محمد احمد (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کے اعضا و اجزا سے مرکب اور مجمع ہے پوری ہو بہو تصویر دکھائی ۔

کوئی چھ سال سے میرے دل میں یہ ارادہ مخفی تھا ۔ اس کی تحریک کی جڑ وہی حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ اور اس کی تاثیر دلوں میں تھی ۔ میں آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ طیبہ کو پڑھ کر بارہا محسوس کر چکا تھا کہ عشاق کے قلوب کے خرمن میں محبت کی چنگاری ڈالنے میں اس کو کس قدر تاثیر اور قوت ہے اور محبت ہی ایک سیڑھی ہے جس کے ذریعہ اتباع کے رفیع ایوان میں پہونچنا ممکن ہے ۔

اس بنا پر مجھے بہت ضروری معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود کی سیرۃ کی ہیئت میں اپنے محبوب و مولیٰ سید الاصفیا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کی دلربا تصویر نئے سر سے دکھاؤں جس کی خوبصورتی پر بیداد گر متمرد عدو اور جاہل ملحدوں نے کثیف پردہ ڈال کر اس کے شمائل اور خط و خال ایسے کر ڈالے تھے کہ ان کی مخصوص دلربائی اور شان اور ادا بالکل جاتی رہی تھی ۔ میں سچ سچ اور صاف صاف اعتراف کرتا ہوں کہ میرا اصل مقصد ہر رنگ اور طرز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو کھینچنا اور آپ ہی کی محبت کے وسائل ایجاد کرنا ہے ۔ میری بصیرۃ اور ایمان اور علم صحیح اور تجربہ و سبیعہ کے نزدیک اسوقت حضرت مسیح موعود کی سیرت کا لکھنا اور ناواقف لوگوں کو خدا تعالیٰ کے اس برگزیدہ کی خصوصیات زندگی کے اسرار پر مطلع کرنا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ تصویر اور ہو بہو تصویر دکھانا تھا ۔ میں ایک بھید کی طرف جو خدا وند

حکیم علیم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشارہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے پیشگوئیوں میں اور واقعی طور پر بھی آپ کا نام **احمد** رکھکر صاف سمجھا دیا کہ ایک زمانہ میں وہی احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پھر بروزی طور پر احمد قادیانی کی شکل میں جلوہ گر ہوگا جب کہ پہلی خوبصورت تصویر کو نکتہ چینیوں اور بدعتوں کے دست درازیاں قطعاً ناقابل شناخت کر دینگی اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ اس کا نام میرا نام ہوگا پردہ ہی کھول دیا کہ وہ درحقیقت میں ہی ہوں گا۔ اسی راز کی طرف یہ آیۃ اشارہ کرتی اور سب سے زیادہ صاف زبان میں اس اہم مطلب پر بولتی ہے **وآخرین منھم لما یلحقوا بھم**۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ **آخرین** کے معلم بھی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور اس گروہ کی تربیت بلا واسطہ اسی طرح کریں گے جیسے صحابہ کی تربیت کی۔ اور یہ قطعاً فیصلہ ہو چکا ہے کہ **آخرین منھم** مسیح موعود علیہ السلام کی برگزیدہ جماعت ہے۔ اس سے صاف کھل گیا کہ **احمد قادیانی** درحقیقت وہی احمد عربی ہے یا یوں کہلو کہ احمد عربی اب احمد قادیانی بنکر آگئے ہیں۔

غرض خدا نے ہی میرے دل میں ارادہ ڈالا تھا اور اسی نے اسکی تکمیل کے لئے اسباب اور وسائط بھی مہیا کر دیئے۔ اگر وہ ارادہ اس کی طرف سے نہ ہوتا تو میں عام لوگوں اور مہمانوں کی طرح مہمان خانہ کی مقررہ کوٹھریوں میں معمولاً رہتا اور میں ہمیشہ انہی میں بلا امتیاز اور خصوصیت کے رہا کرتا تھا۔ قائد توفیق نے مجھے نیچے سے اوپر کھینچا اور بعد کو قرب سے اور عمومیت کو خصوصیت اور بین امتیاز سے بدلا اور یوں آپ کی اندرونی اور بیرونی سیرۃ پر اطلاع پانے کے وہ سامان اور مواد میسر ہوئے جو کسی اور صورت میں اور غیر کو میسر نہیں آسکتے تھے۔ **فللہ الحمد فی الاولی والاخرۃ**۔

راستبازی کی بڑی پہچان یہ ہے کہ ہر طرف سے اس کو نصرت ملتی ہے۔ منہاج نبوت پر جس میزان میں چاہو اسے تولو اور جس محک پر اسے چاہو کسو وہ ہر طرح پورا اور کھرا ہی نکلے گا۔ میں نے سادہ طور پر روزمرہ کے واقعات جمع کئے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی آمیزش کے بغیر سچے حالات مرتب کئے مگر جب ان رنگوں اور اجزا اور مواد کی تصویر تیار کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہو بہو تصویر ہے۔ یہ خدا کا فضل تھا اور اسی کا ارادہ تھا جو تکمیل کو پہونچا۔ ممکن تھا کہ ایسے رنگ جمع ہوتے کہ ان کی تصویر آخر کسی اور معمولی آدمی کی تصویر ثابت ہوتی مگر خدا کی قدرت جب بن بنا کر مجسمہ تیار ہوا تو شکل و شمائل میں حرکات و سکنات میں۔ نطق و سکوت میں غرض ہر ادا میں احمد عربی تھا علیہ افضل الصلوات والتسلیمات۔ اللہ تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ اس میں میرا قصد ارادہ اور نفس اور ہاتھ شامل نہیں۔ یہ تقدیر ازلی تھی جو آخر جلوہ گر ہوئی۔ گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را۔

میں صدق دل سے اعتقاد رکھتا ہوں کہ کسی مفتری اور کذاب یا غیر مامور اور مرسل کے یہ لائف ہرگز نہیں ہو سکتی جو سیرۃ مسیح موعود نے دکھائی ہے۔ اور اس لئے تحدی اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص کسی کا کیسا ہی **رفیق** اور حامی کیوں نہ ہو اور کوئی مرید آج کسی گدی نشین اور پیر طریقت کی ایمان اور بصیرت اور علم اور دانش سے ایسی تصویر نہیں دکھا سکتا جس کی اسارير وجہ مبارک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد دلاویں۔ دنیا میں صرف ایک ہی **منہ** ہے جو رسول نما اور خدا نما ہے۔ ایک ہی انسان کامل ہے جو تمام نبیوں کی تصاویر کا زندہ البم (مرقعہ) ہے۔ انبیا علیہم السلام کی طرز زندگی کا آئینہ۔ ان کے مقتدرانہ معجزات و آیات کے ثبوت کا ذریعہ غرض ہر قسم کے کمالات نبوت کا ظلی طور پر زندہ نمونہ اور ثبوت ایک ہی برگزیدہ ہے جس کا نام نامی

**مرزا غلام احمد قادیانی**

باقی تمام نام اور گدیاں اپنے اعمال کی شامت سے بیتیہ کے ساتھ ہلاک ہو چکے ہیں **قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء**۔

غرض اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ یہ کتاب خدا کے فضل سے بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔ ایک بات افسوس کے قابل ضرور ہے کہ اشاعت بہت کم ہوئی۔ شیخ **یعقوب علی صاحب** نے اپنی لاگت سے سات سو جلدیں چھپوائی تھیں اور ۸ قیمت رکھی تھی۔ کچھ حصہ لوگوں نے خرید لیا اور دو سو کے قریب جلدیں عاشق مسیح اہل ہمت دوستوں نے خرید کر مفت تقسیم کرنے کو مجھے دیدیں جنھیں میں نے اطراف واکناف میں مفت بھیجا۔ اور یوں غریب مگر اہل دل لوگوں کو بہت نفع پہونچا۔ اب شیخ صاحب موصوف سے باقی ماندہ ۲۵۰ جلدیں مدرسہ تعلیم الاسلام کی کمیٹی نے یکمشت خرید کر لی ہیں۔

اس طرح کمیٹی نے حضرت مسیح موعود کی دعوت کو دنیا میں پھیلانے کا عشق رکھنے والے دوستوں کو دہرا ثواب حاصل کرنے کا موقعہ دیا ہے ہر ایک باہمت دوست کم سے کم چھ جلدیں خریدیں اور مفت تقسیم کریں اور بہا ساتھ احباب کو خیال پیدا ہوں تو ساری جلدیں ایک دفعہ ہی نکل جاتی ہیں اسطرح ایک ہی وقت میں تبلیغ بھی ہو جاتی اور مدرسہ کو بھی امداد ملجاتی ہے مجھے توی اُمید ہے کہ میرے پیارے اور مکرم دوست میری اس درخواست کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور بہت جلد اس کار خیر میں حصہ دار ہوں گے ۔ اس کے سوا ایک اور کتاب

**مسک العارف** جناب مولانا مولوی **سید محمد احسن** امروہی کی تالیف مدرسہ کی ملک ہے۔ اس کی ۷۰۰ جلدیں اب تک موجود ہیں یہ کتاب بھی ہماری جماعت کے لئے مفید اور نافع ہے جو پہلے اسکی قیمت چار آنے تھی مگر اب کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام نے یکمشت ساری خرید کر اس کی قیمت ڈیڑھ آنہ مقرر کر دی ہے ۔ آرزو تھی کہ یہ کتاب مفت ہوتی اور ایسا ہی سیرۃ مسیح بھی مفت ہوتی اور ہزاروں جلدیں مفت تقسیم ہوتیں اس لئے کہ ملک میں ہنوز ایسی قدر دانی کا مادہ پیدا نہیں ہوا کہ ایسی کتابوں کو قیمتاً خرید کر پڑھیں۔ اور اپنا کے ایام اس امر کی اجازت نہیں دیتی اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ ایسی اہل ثروت وفتوت انصار پیدا کر دے گا جو ہماری اس آرزو کو پوری کر دیں گے ۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز بھائیوں کو چاہئے کہ بہت جلد اس کتاب کی متعدد جلدیں خرید کر اپنے شہروں میں تقسیم کریں [illegible]

# مختلف خبریں

**ٹرکی** کے قصبہ برغاص میں ایک عیسائی نے رات کے وقت نشہ شراب میں اپنے والدین اور ایک بیٹی کو قتل کر دیا جب نشہ اترا تو اپنی ناشائستہ حرکت پر نادم ہو کر خودکشی کر لی ۔

**میدان عرفات** میں امسال حج کے موقع پر ۳ لاکھ حاجی جمع ہوئے

**رنگون** میں ۸ مئی کو مٹی کے تیل کے ایک حوض میں آگ لگی ایک یوروپین اور ۱۴ آدمی دیسی اس حادثہ سے ہلاک ہوئے ۔

**پورٹ ایلزبتھ** میں بھی طاعون کی ایک واردات ہوئی ۔

**خلیج فارس** میں سخت طوفان آیا انڈو یوروپین ٹیلگراف کی بحری اور بری لائنیں ٹوٹ گئی ہیں ۔

**ڈاک کی پارسلوں** کے محصول کی تخفیف منظور کی گئی ۲۰ تولہ تک ۲ اور ۴۰ تولہ تک ۴ اور اس سے اوپر ۲۴۰ تولہ تک ہر چالیس تولہ یا اس کے جزو کے لئے ۲ محصول ہوگا ۔ تاریخ عملدرآمد ابھی مقرر نہیں ہوئی ۔

**قسطنطنیہ** کے عجائب خانہ کی عمارت ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرچ سے بڑھائی جا رہی ہے بغداد کے قریب دریائے دجلہ سے عباسیہ عہد کی جو تیس ہزار اشرفیاں ملی ہیں وہ عجائب خانہ میں رکھی جائیں گی

**زوریچ** (واقع سوئٹزرلینڈ) کے ایک فوٹوگرافر نے اپنی تازہ ایجاد کی مدد سے سو میل کے فاصلہ سے فوٹو لیا ۔

## واقعات صحیحہ

کی قیمت جو گذشتہ نمبر میں درج کی ہے وہ علاوہ محصولڈاک ہے یعنی ا۔ قیمت علاوہ محصولڈاک اور ۱۰ مع محصولڈاک مع ضمیمہ ۱ علاوہ محصول اور ۲ مع محصولڈاک

## حیدرآبادی مہمان

اس ہفتہ دارالامان میں علاوہ اور بہت سے مہمانوں کے حیدرآباد دکن سے ہمارے مکرم احباب جناب سید **محمد رضوی** صاحب وکیل ہائی کورٹ اور جناب مولانا مولوی **میر محمد سعید** صاحب صدر مدرس اور جناب **نواب باقر نواز خان صاحب بہادر** مع چند رفقا کے تشریف لائے سید صاحب موصوف ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو واپس حیدرآباد جائیں گے آپ دارالامان کی مسجد بیت الذکر کے لئے دریوں کا عمدہ فرش لائے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء

امیر صاحب کابل نے ایک بے نظیر **کلام اللہ** شاہ ایران کو تحفتاً ارسال کیا۔ اس کی جلد مرصع کار طلائی ہے ۔ اور صرف جلد کی لاگت ساڑھے چار لاکھ روپے اندازہ کی گئی ہے ۔ جلد خالص سونے کی ہے ۔ اور پھولے تین انچ موٹی ہے اور اس پر ۱۶۷ موتی اور ۱۲۲ لعل اور ۱۰۹ الماس نہایت بیش بہا خوبصورتی سے جڑے ہوئے ہیں ۔

رسالہ سراج الحق حصہ دوم حضرت اقدس کی تائید میں ۔ قیمت کو مل سکتا ہے ۔ سراج الحق نعمانی از دارالامان قادیان